درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط و ترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ما جاء فی قول المعروف
بھلائی کی بات کرنے کا بیان

حدثنا علی بن جعفر ثنا علی بن مسھر عن عبدالرحمن بن إسحاق عن النعمان بن سعد عن علی قال: قال رسول الله ﷺ. إن فی الجنة غرفاً تری ظھورھا من بطونھا وبطونھا من ظھورھا: فقام أعرابی فقال: لمن ھی یارسول الله؟ فقال لمن أطاب الکلام وأطعم الطعام وأدام الصیام وصلی باللیل والناس نیام.... ھذا حدیث غریب لانعرفه إلامن حدیث عبدالرحمن بن إسحاق۔

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں کچھ بالا خانے ایسے ہیں کہ ان کے باہر کو اندر سے اور اندر سے باہر کو دیکھا جاسکتا ہے۔تو ایک اعرابی نے اٹھ کر کہا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ یہ بالا خانے کس کے لئے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (یہ اس کے لئے ہیں) جس نے اچھی بات کہی' اور کھانا کھلایا' اور ہمیشہ روزہ رکھا' اور رات کو نماز پڑھی جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔...... یہ حدیث غریب ہے' ہم اسے حدیث عبدالرحمٰن بن اسحاق کے علاوہ کسی اور طریق سے نہیں پہچانتے۔

جنت کے شفاف محلات کس کے لئے ہیں؟

اس باب میں بعض نیکی کے کام کرنے والوں کا اخروی اجروصلہ بیان ہوا ہے کہ جنت میں کچھ ایسے بالا خانے ہیں جن کے اندر کو باہر کی طرف سے اور باہر کو اندر کی طرف سے دیکھا جاسکتا ہے اور یہ بالا خانے ان لوگوں کو ملیں گے جو اچھی اور نرم بات کرتے ہیں۔اور لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور روزے زیادہ رکھتے ہیں اور رات کو نماز پڑھتے ہیں جبکہ عام لوگ سو جاتے ہیں۔

ترى ظهورها من بطونها الخ:

یعنی یہ بالا خانے ایسے شفاف ہوں گے کہ ان کے درودیوار سے آگے کی چیزیں نہیں چھپ جائیں گی جیسا کہ آج کل اس کے کچھ نظائر دنیا میں بھی موجود ہیں۔ بعض محلات کے کمروں میں چاروں طرف ایسے صاف اور شفاف شیشے لگے ہوتے ہیں کہ ان کے اندر کو باہر سے اور باہر کو اندر سے آسانی کے ساتھ دیکھا جا سکتا ہے' تو جنت کے محلات اس سے زیادہ شفاف اور خوبصورت ہوں گے۔ کیونکہ وہ خوبصورتی میں تو سونے اور چاندی کے بنے ہوئے ہوں گے اور شفافیت میں شیشے کی طرح ہوں گے' جیسا کہ جنت کے برتنوں کی صفت کو قرآن کریم نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

كانت قواريرا ° قواريرا° من فضة (الاية) یعنی وہ شیشے کے ہوں گے۔ ایسا شیشہ جو کہ چاندی کا ہو' یعنی خوبصورتی اور چمک دمک اس میں چاندی کی ہو گی' اور اس کے باوجود شیشے کی طرح شفاف بھی ہوں گے۔

لمن أطاب الكلام:

یہ بالا خانے اس کے لئے ہوں گے جو نیکی اور بھلائی کی بات کرتا ہو یعنی جو اچھے اخلاق رکھتا ہو' خوش کلام ہو اور ہر کسی سے نرم' میٹھی اور وعظ و نصیحت کی بات کرتا ہو' تندخو اور بدزبان نہ ہو' فحش گوئی اور بے ہودہ گوئی سے اجتناب کرتا ہو۔

و أطعم الطعام:

اور جو کھانا کھلاتا ہو' یہ عام ہے۔ اپنے اہل و عیال کو فراخدلی سے اور ثواب کے ارادے سے کھانا کھلانا' فقراء و مساکین کو کھلانا اور دوستوں' مہمانوں کو کھلانا سب اس میں داخل ہے۔ لوگوں کو کھانا کھلانا مسلمان کی ایک بہترین صفت ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ويطعمون الطعام على حبه مسكيناً و يتيماً و اسيراً O(الاية)

و أدام الصيام:

اور ہمیشہ روزہ رکھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے روزے رکھنے کی عادت بنالی ہو۔ اور فرض روزے کو ہمیشہ کے لئے رکھا ہو اور فرض کے بعد نفلی روزے بھی کثرت سے رکھتا ہو اور بعض محدثین کے نزدیک اس کا کم سے کم اندازہ یہ ہے کہ ہر مہینہ میں تین روزے ضرور رکھے' چنانچہ احادیث میں ہر مہینہ میں تین روزے رکھنے کو صوم الدھر (دائمی روزہ) کہا گیا ہے۔ یہ معنی اس لئے اختیار کیا گیا کہ حقیقتاً دوام کے ساتھ روزے رکھنے کو بعض روایات میں ممنوع قرار دیا ہے۔ نیز حقیقتاً دوام میں تو ایام منہیہ بھی داخل ہیں حالانکہ اس میں روزہ رکھنا بالاتفاق ممنوع ہے۔

وصلى بالليل و الناس نيام:

اور جو رات کو نماز پڑھتا ہو حالانکہ عام لوگ سو رہے ہوں اس کو جنت کے شفاف محلات ملیں گے' کیونکہ یہ

ایسی عبادت ہے کہ اس میں ریا ونمود نہیں ہوتی۔ تنہائی اور رات کی تاریکی میں جبکہ عام لوگ سو رہے ہیں اٹھ کر نماز پڑھنا خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہوتا ہے۔ اور اس میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں رات کی خاموشی اور اندھیرا خواب اور آرام کے لئے زیادہ مناسب ہے اس حالت میں خواب کو چھوڑ کر نرم بستر سے اٹھ کر نماز پڑھنے میں مشقت اور تکلیف بھی زیادہ برداشت کرنی پڑھتی ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے یقیناً ایسے شفاف محلات کا عطا ہونا ہی مناسب ہے جن میں روشنی ہی روشنی ہو اور آرام وسکون کے اسباب مہیا ہوں' کیونکہ انہوں نے اپنے آرام کو قربان کر کے رات کے اندھیرے میں اٹھ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجاتیں کیں۔ فإن الجزاء من جنس العمل۔

باب ما جاء فی فضل المملوک الصالح

نیک کردار غلام کی بہتری کا بیان

حدثنا ابن أبي عمر' ثنا سفيان عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: نعم مالأحدهم أن يطيع الله ويؤدي حق سيده" يعني المملوك۔ وقال كعب صدق الله ورسوله ...... وفي الباب عن أبي موسى و ابن عمر...... هذا حديث حسن صحيح۔

ترجمہ: حضرت ابوہرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا: بہتر چیز (یعنی بہتر غلام) کسی آدمی کا وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہو۔ اور اپنے آقا کا حق بھی ادا کرتا ہو۔ اور حضرت کعب الاحبارؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے سچ ہی فرمایا ہے۔ اور اس باب میں حضرت ابوموسیٰ اور ابن عمرؓ سے بھی روایت ہوئی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

توضیح وتشریح:

گزشتہ ابواب میں مالک کے لئے آداب کا ذکر ہو چکا ہے' کہ کسی کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے غلام' نوکر وخادم دیئے ہوں تو اس کے لئے اپنے مملوک غلاموں کے ساتھ حسن سلوک اور نرمی کا معاملہ کرنا چاہیے' اس باب میں غلام اور اسی طرح نوکر اور خادم کے لئے آداب مذکور ہیں کہ غلام اور خادم کو چاہیے کہ پہلے اپنے خالق اور حقیقی مالک کے احکامات کو بجالائے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے آقا اور مجازی مالک کی خدمت کا حق بھی ادا کرے۔ تو یہ بہترین غلام اور خادم ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو غلام اپنے رب کی اطاعت وعبادت بھی اچھے طریقے سے بجالائے اور اپنے آقا

اور مالک کی خدمت کا حق بھی ادا کرے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے اور اس باب کی دوسری حدیث میں بھی ایسے غلام کے لئے یہ اجر وثواب مذکور ہے کہ وہ قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر ہوگا۔

خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں:

پس غلام خادم اور نوکر کے لئے ضروری ہے کہ دونوں قسم کے حقوق کا لحاظ رکھے ایسا نہ ہو کہ آقا اپنے غلام کو یا افسر اپنے نوکر اور خادم کو یہ کہے کہ نماز مت پڑھو اور بس میری خدمت کرو اور میرا کام بجالاؤ تو غلام نوکر اور خادم بھی اس کے حکم کو اپنے لئے سند جواز قرار دے کر یہ سمجھے کہ بس میرے لئے نماز معاف ہے۔

اپنے وقت پر نماز پڑھنا' یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے' اپنے بندوں کو' پس کسی بھی مخلوق کے کہنے پر نماز کو ترک کرنا جائز نہیں ہوسکتا۔ حدیث پاک میں ہے کہ لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق (الحدیث) یعنی خالق کی نافرمانی میں کسی بھی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں' خواہ وہ مخلوق' حکمران اور امیر ہو یا ماں باپ۔ خواہ پیر ہو یا استاذ۔ خواہ آقا ہو یا افسر' البتہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معصیت کے علاوہ ہر حکم میں اولوالامر کی اطاعت واجب اور لازم ہے' اسی طرح ماں باپ' اساتذہ وشیوخ اور بڑوں کی فرمانبرداری کی دین اسلام تعلیم دیتا ہے' اور بڑوں کے احترام وفرمانبرداری کو مسلمان کا اخلاقی ودینی فریضہ قرار دیتا ہے' شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی فرمانبرداری نہ ہو۔

قال کعب صدق الله ورسوله:

حضرت کعب الاحبارؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے' اس جملہ میں لفظ ''اللہ'' اس لئے ذکر کیا گیا' ہے کہ صحابہ کرام اور تابعینؒ کا یہ پختہ یقین تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جو کچھ فرماتے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں فرماتے بلکہ تشریع سے متعلق ان کے تمام فرمودات وحی ہوتے ہیں۔ اگرچہ ظاہر میں تو یہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے' اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں لیکن

گفتہ او گفتہء اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

یا اللہ تعالیٰ کا نام تبرکاً ذکر کیا' اصل مقصود یہ ذکر کرنا تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے سچ ہی فرمایا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ "صدق الله ورسوله" اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا'' اس سے صرف اس حدیث میں ذکر شدہ مضمون مراد نہیں ہے بلکہ اس حدیث میں مذکورہ مضمون کی اہمیت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے تمام فرمودات اور رسول اللہ ﷺ کے تمام ارشادات مراد ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جو کچھ بھی فرمایا ہے' سچ فرمایا ہے' اس اعتبار سے کچھ اشکال وارد نہیں ہوتا ہے۔ اور یہی ظاہر ہے کہ مراد عام ہے' لیکن چونکہ اس خاص موقع پر کعب الاحبارؒ نے یہ ارشاد فرمایا جس سے اس حدیث میں مذکورہ مضمون ''نیک کردار غلام کی اہمیت'' کی طرف اشارہ ہے۔

نیک کردار غلام اور خادم کی اہمیت اور مسلمانوں کی ناعاقبت اندیشی:

حضرت کعب الاحبارؓ نے صدق اللہ ورسولہ کہہ کر جناب رسول اللہ ﷺ کا نیک غلام رکھنے کی جو ترغیب دی ہے اس کی اہمیت کو واضح کر دیا' کیونکہ ان کے زمانے میں کافر اور بدکردار غلاموں کی وجہ سے بہت ہی فسادات ظاہر ہوتے تھے' مثلاً حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا ایک نصرانی غلام مدینہ منورہ میں رہتا تھا اس کا نام فیروز تھا اور کنیت ابولؤلؤ تھی' اس بدبخت نے امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ پر صبح کی نماز پڑھانے کے دوران خنجر سے کئی وار کرکے زخمی کر دیا' جس کے نتیجے میں کچھ دن بعد آپ شہید ہو گئے۔ ایک سیاہ بخت نصرانی غلام کے ہاتھوں امت مسلمہ حضرت عمرؓ جیسے خلیفہ و امیر سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اور پوری امت کو بڑا صدمہ پہنچا۔ اور امت مسلمہ کا اتنا بڑا نقصان ہوا کہ وہ قیامت تک اس کی تلافی نہ کر سکے گی۔

لہٰذا غلام اور خادم بھی ایسے شخص کو بنانا چاہیے جو مسلمان ہو' نیک کردار اور با اعتماد ہو۔ جب غلام' خادم اور نوکر کافر' بدکردار اور بد اخلاق ہو تو ان کیوجہ سے معاشرہ میں بدامنی بے اعتدالی اور فسادات پیدا ہوتے ہیں۔ اِس زمانے میں بھی عالم اسلام میں نئی نسل اپنے مذہب اور عقیدے سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ اس کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان میں خادم نوکر اور کام کرنے والے لوگ غیر مذاہب کے ہوتے ہیں۔ ذہنی غلامی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ انجینئر کو اگر امریکا یورپ اور روس سے نہ لایا جائے تو ان کے کام پر اعتماد نہیں کرتے' اسی طرح ہر فن سے متعلق غیر ملکی اور غیر مذہب ماہرین پر اعتماد کیا جاتا ہے' حالانکہ مسلمانوں میں ہر قسم کے صلاحیتوں والے قابل ترین لوگ موجود ہیں لیکن ان کی حوصلہ افزائی نہیں ہو رہی' بلکہ حوصلہ شکنی ہو رہی ہے۔ اور یہی حوصلہ شکنی پھر ان کے عملی میدان میں پیچھے رہنے کا سبب بن جاتی ہے۔

اپنی غفلت کی یہی حالت اگر قائم رہی
لائیں گے غسال کابل سے کفن جاپان سے

مالدار عرب ممالک میں غیر مسلم ملازمین کی وبا اور نقصانات:

اکثر عرب اور جو مسلمان ممالک مالدار ہیں ان کا یہی رویہ ہے کہ نوکر اور خادم غیر مذاہب کے لوگوں کو رکھتے ہیں' یہودی' عیسائی' ہندو اور بدھ مذہب والوں کو رکھتے ہیں' اور اکثر سرکاری عہدوں پر بھی ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ مسلمانوں کے اقتصادیات پر قابض ہو گئے ہیں' نیز گھروں میں ایسی عورتوں کو نوکرانی رکھتے ہیں جو کہ فلپائن' تھائی لینڈ' سری لنکا' وغیرہ سے آئی ہوئی ہیں۔ بچوں کی پرورش بھی ایسی عورتیں کرتی ہیں' ایسے بچوں میں اسلامی سوچ اور اسلامی تہذیب کیسے آئے گی؟ جبکہ وہ ایسی عورتوں کی گود میں پرورش پالیتے ہیں جنکا عقیدہ' اخلاق اور عمل خراب ہیں' وہ صرف اس پر خوش ہوتے کہ ہم نے تھوڑی سی تنخواہ پر نوکرانی رکھی ہے۔ اور معمولی تنخواہ پر گھر کا چوکیدار' باغ

کا مالی، گاڑی کا ڈرائیور مل گیا ہے، وہ یہ نہیں سوچتے کہ ان بد مذہب اور بد اخلاق لوگوں کا میرے گھر والوں، بیوی بچوں کے اخلاقیات پر، اور آس پاس کے ماحول کے لوگوں پر کیا اثر پڑے گا۔ اس ناعاقبت اندیشی کیوجہ سے ان کے معاشرے میں اسلامی تہذیب ختم ہورہی ہے اور بداخلاقی وفحاشی روزافزوں ترقی پذیر ہے۔ زنا اور فحاشی کے مراکز قائم ہوگئے، حاصل یہ کہ ملازم و خادم اور نوکر رکھنے کے لئے ضرورت پیدا ہورہی ہے، کیونکہ نہ سارے لوگ آقا اور مالک و مخدوم ہوتے ہیں، نہ سب غلام، مملوک اور خادم، بعض مالک ہوں گے، بعض مملوک ہونگے۔ بعض مخدوم ہوں گے بعض خادم۔ پس ان کے درمیان بے اعتدالی اور بے راہ روی ہونا نقصان دہ ہیں۔ ان کی اصلاح کی ضرورت ہے، اس وجہ سے جناب رسول اللہ ﷺ نے امت کی خیرخواہی کا حق ادا فرمایا، اور اچھے ملازم اور خادم رکھنے کی تعلیم دے کر آداب معاشرت کے ایک اہم پہلو کو واضح کردیا، اور اس کی اہمیت کے پیش نظر حضرت کعب الاحبارؒ نے فرمایا، صدق اللہ ورسولہ" اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ اگر ہم نے اسے ملحوظ رکھا ہوتا تو حضرت عمرؓ کے قتل کا المیہ پیش نہ آتا۔

حدثنا ابو کریب ثنا وکیع عن سفیان عن أبی الیقظان عن زاذان عن ابن عمر قال: قال رسول اللہ ﷺ: ثلاثة علی کثبان المسک اراہ، قال یوم القیمة، عبد ادی حق اللہ وحق موالیه ورجل ام قوما وھم به راضون ورجل ینادی بالصلوات الخمس کل یوم ولیلة .... ھذا حدیث حسن غریب لانعرفه الامن حدیث سفیان ...... وأبو الیقظان اسمه عثمان بن قیس۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تین (قسم کے) آدمی مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے۔ (زاذان کہتے ہیں کہ) میرا گمان ہے کہ (ابن عمرؓ نے) فرمایا، قیامت کے دن۔ (پس اس گمان کی صحت کی بناء پر معنی یہ ہوگا کہ تین قسم کے آدمی قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر ہونگے) ایک وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے آقاؤں کا بھی، دوسرا وہ آدمی جو کسی قوم کی امامت کرے اور وہ اس کی امامت پر راضی ہوں، تیسرا وہ آدمی جو دن رات میں پانچوں نمازوں کیلئے (اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر) اذان دیتا ہو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے حدیث سفیان کے علاوہ کسی اور طریق سے نہیں پہچانتے۔......اور ابوالیقظان جو ہے ان کا نام عثمان بن قیس ہے۔

توضیح وتشریح:

علی کثبان المسک: کثبان کثیب کی جمع ہے۔ کثیب، ریت کی لمبی اور خمدار ٹیلے کو کہا جاتا ہے۔

موالی: مولیٰ کی جمع ہے، مولیٰ آقا اور مالک کو بھی کہا جاتا ہے، نیز مملوک غلام اور آزاد کردہ غلام کو بھی کہا جاتا ہے، حدیث میں مولیٰ اعلیٰ اور مولیٰ اسفل دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔ لیکن دوسری روایات سے مطابقت کی بناء پر ظاہراً یہ معلوم

ہوتا ہے کہ یہاں مولیٰ اعلیٰ مراد ہے کہ جو غلام اپنے آقاؤں کا حق اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کے بعد ادا کرے ہو تو وہ مشک کے ٹیلوں پر ہوگا۔

تین قسم کے لوگ قیامت کے دن مشک کی ٹیلوں پر ہوں گے۔

اس حدیث میں تین قسم کے لوگوں کے لئے قیامت کے دن بڑے اعزاز کی خوشخبری سنائی گئی ہے کہ قیامت کے دن جو بڑی سختیوں اور ہولناکیوں کا دن ہے۔ اسی دن یہ لوگ مشک کے ٹیلوں پر سیر و تفریح کرتے ہوئے خوشی سے رہیں گے۔ ان میں سے ایک وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت کا حق بھی ادا کرے اور اپنے آقا کی خدمت کا حق بھی۔ دوسرے وہ عالمِ قرآن ہے جو کہ کسی قوم کی امامت کرے اور ایسے حسن و خوبی کے ساتھ کرے کہ وہ قوم اس کی امامت پر راضی ہو۔

امام مسجد کے لئے جائز حدود کے اندر اپنی قوم کی مرضی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام محلہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ جائز حدود کے اندر اپنی قوم کے جذبات واحساسات کا خیال رکھے۔ اور بلاضرورت قوم کو کسی تکلیف اور پریشانی میں مبتلا نہ کرے۔ نماز اس طرح پڑھے کہ نماز کے فرائض واجبات و آداب کا بھی لحاظ رکھے، اور بہت طویل ہونے کی وجہ سے قوم کے ضعیف اور کمزور افراد کو تکلیف بھی نہ ہو۔ فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ امام کے لئے نماز کو طویل کرنا کہ قوم کو تکلیف ہو یا قوم کی عجلت کی وجہ سے نماز کو بہت مختصر کرنا دونوں مکروہ ہیں۔ بعض لوگ موروثی طور پر مسجد پر قابض ہوتے ہیں۔ اور اہلیت نہ ہونے کے باوجود زبردستی سے مسجد کی امامت کو صرف اس وجہ سے اپنا حق سمجھتے ہیں کہ میرے باپ دادا اس میں امامت کرتے چلے آئے ہیں، بے علمی اور بدعملی کی وجہ سے نااہل ہونے کے باوجود ایسا کرنا بہت بڑا ظلم، یا تو اپنے آپ میں اہلیت پیدا کر کے محبت کے ساتھ لوگوں کو متفق کر کے جماعتی نظام کو درست رکھے، ورنہ امامت کو چھوڑ دے، تاکہ کوئی دوسرا اہل شخص اس دینی فریضہ کو انجام دے، بصورت دیگر ویرانئ مسجد اور جماعتی نظام کے خراب ہونے کا سارا وبال اس کے سر ہوگا۔ جس طرح اچھے طریقے سے امامت کرنا بڑا ثواب کا کام ہے اسی طرح اس منصب کے حقوق کو پامال کرنا بہت بڑا جرم بھی ہے۔

تیسرا وہ آدمی جو پنج وقتہ نماز کے لئے مسجد میں اذان دیتا ہو یہ بہت بڑا اجر و ثواب کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف لوگوں کو بلانے کی آواز سب سے اچھی آواز ہے۔ ایک حدیث میں یہ مضمون ذکر ہوا ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان دینے میں کتنا اجر و ثواب ہے اور پھر وہ اسے بغیر قرعہ اندازی کے حاصل نہ کر سکتے ہوں تو وہ اس کے لئے قرعہ اندازی بھی کریں گے۔